البقرة : 251

فَهَزَمُوهُم بِإِذْنِ اللّٰهِ

(پس انھوں [مومنوں] نے اللہ کے حکم سے انھیں [کافروں کو] شکست دی۔)

ف :- پس / تو (then/so/thus) - فوراً

یہاں **ف** کہا گیا "وَ" (اور) نہیں کہا گیا۔ **ف** سبب (وجہ) کے لیے بھی آتا ہے۔ یعنی دعا کے نتیجے میں انھوں نے اللہ کے اذن سے دشمنوں کو شکست دے دی - دوسری بات جب اللہ سے دعا مانگی تو اللہ نے انکی دعا فوراً قبول کر لی۔

قرآن میں کئی مقامات پر دعا کرنے کے بعد "ف" آیا ہے۔ (انبیاء: 76، انبیاء: 83-84، انبیاء: 88-87، انبیاء: 90-89، القصص: 25-24)

هَزَمُوا : (هزم) :- شکست دینا -

الْهَزْمُ کے اصل معنی کسی خشک چیز کو دبا کر توڑ دینے کے ہیں۔ خشک اور پرانے مشکیزہ کو دبا کر توڑ ڈالنے پر بولا جاتا ہے۔ جس طرح حَطْمٌ (توڑ پھوڑ) یا کَسْرٌ (توڑنا) کا لفظ مجازاً شکست کے معنی میں استعمال ہوتا ہے اسی طرح **هَزَم** کا لفظ بھی شکست کے معنی میں بولا جاتا ہے۔

حالانکہ یہ بھی کہا جا سکتا تھا کہ غَلَبُوا (وہ غالب آئے) جیسے کہ پچھلی آیت (249) میں مضبوط ایمان والوں نے کہا تھا "کتنی ہی چھوٹی جماعتیں بڑی جماعتوں پر غالب آئی..."

هَزَم لفظ کا معنی صرف دشمنوں کو شکست دینا نہیں ہے بلکہ دشمنوں کو مکمل طور پر تباہ اور ختم کرنا بھی ہے۔

سبق :- دعا کے ساتھ کوشش بھی کرنا ہے۔ اسی لیے کہا گیا "انھوں نے شکست دی اللہ کے اذن سے"۔
یہ نہیں کہا گیا کہ دعا کے بعد اللہ نے شکست دی۔ اِسلیے صرف دعا کافی نہیں بلکہ کوشش بھی ضروری ہے اور صرف کوشش بھی کافی نہیں بلکہ اللہ کی مدد کے لیے بھی دعا کرنی چاہیے اور ساتھ میں صبر اور ثابت قدمی کی توفیق اور فتح کے لیے بھی دعائیں کرنی چاہیے۔ اپنی ہمت اور جنگی سامان پر ہی بھروسہ نہیں کرنا چاہیے بلکہ عاجزی سے اللہ کو یاد کرنا چاہیے۔

وَقَتَلَ دَاوُدُ جَالُوتَ وَآتَاهُ اللّٰهُ الْمُلْكَ وَالْحِكْمَةَ وَعَلَّمَهُ مِمَّا يَشَاءُ

(اور داؤدؑ نے جالوت کو قتل کیا اور اللہ نے داؤدؑ کو بادشاہی اور حکمت عطا کی اور جو چاہا اسے سکھایا)

اسرائیلی روایت :- داؤدؑ بکریاں چرایا کرتے تھے۔ بہت ہی چست اور مضبوط تھے۔ بہت اچھے نشانہ باز تھے۔ جو جنگلی جانور بکریوں کے ریوڑ پر حملہ آور ہوتے، انھیں پتھروں کے ذریعے مار ڈالتے یا مار بھگاتے۔ طالوت کی فوج میں وہ ایک عام سپاہی تھے۔ جب مقابلہ شروع ہوا تو جالوت خود سامنے آیا اور آکر دعوتِ مبارزت (Single combat) دینے لگا - وہ سارے کا سارا لوہے میں ڈوبا ہوا تھا، صرف چہرہ اور آنکھیں ننگی تھیں۔ داؤدؑ نے راستے میں سے دو تین پتھر اٹھائے اور ایک ایک کرکے تینوں پتھر گوپیے (Balearic sling) میں رکھ کر ان سے جالوت پر حملہ کیا جو اسکی پیشانی پر لگے اور اسکے سر کو چیرتے ہوئے پیچھے گدی تک نکل گئے، جس سے جالوت مر کر گر پڑا۔ اس واقعہ سے جالوت کے لشکر کے حوصلے پست ہو گئے اور طالوت کے اس چھوٹے لشکر کو اللہ تعالی نے فتح عطا فرمائی۔
اِسکے بعد طالوت نے اپنی بیٹی کا داؤدؑ سے نکاح کر دیا اور طالوت کے بعد داؤدؑ بادشاہ بنے۔

وَالْحِكْمَةَ (حکمت) یعنی نبوت۔
بادشاہت کے ساتھ ساتھ داؤدؑ کو نبوت بھی عطا کی گئی۔ بعض نے حکمت سے مراد حکمت ہی لی ہیں۔ ویسے بھی بادشاہ کو ملک کا انتظام چلانے کے لیے حکمت کی بھی ضرورت ہوتی ہے۔

وَعَلَّمَهُ مِمَّا يَشَاءُ (اور جو چاہا اسے سکھایا)

الأنبياء: 80 ← "اور ہم نے انھیں تمہارے لئے لباس بنانے کی صنعت (کاریگری) سکھائی تاکہ تمہیں جنگ کے خطرات سے محفوظ رکھ سکے" اللہ نے داؤدؑ کو زرہ بنانے کی صنعت سکھائی۔

سبا: 10 ← "... ان کے لیے ہم نے لوہے کو نرم کر دیا" کہتے ہیں کہ جب داؤدؑ لوہے کو اٹھاتے تھے تو لوہا موم کی طرح پگھلتا تھا۔ اِسطرح کی طاقت اللہ نے انکے ہاتھوں میں ڈال دی تھی۔
داؤدؑ جب تسبیح کرتے تو پرندے اور پہاڑ بھی ساتھ تسبیح کرنا شروع کرتے۔ داؤدؑ کو بہت ہی خوبصورت آواز اللہ نے عطا کی۔ اللہ نے یہ بھی سکھایا کہ بادشاہت کیسی کرنی ہے۔ کیسے مقدمات کے فیصلے کرتے ہیں۔

اللہ جسے چاہے اور جتنا چاہے اتنا علم عطا کرتا ہے۔ داؤدؑ کو حکومت، نبوت اور دنیاوی علوم بھی عطا کئے۔
یعنی دین کے ساتھ دنیا بھی عطا کی۔ اور دنیاوی تعلیم کے ساتھ دینی تعلیم بھی عطا کی۔
بعض لوگوں کے پاس دنیا بہت ہوتی ہے لیکن دین نہیں ہوتا یا دیندار ہوتے ہیں لیکن دنیا نہیں ہوتی۔
لیکن کچھ لوگوں پر اللہ کا اتنا فضل ہوتا ہے کہ انکے پاس دین اور دنیا اور صلاحیتیں ایک ساتھ ہوتی ہیں۔ ایسا اقتدار زبردست اقتدار ہوتا ہے۔
بنی اسرائیل کی تاریخ میں انکی ترقی کا یہ اعلیٰ ترین مقام تھا جب داؤدؑ کو یہ سب عطا کیا گیا۔

وَلَوْلَا دَفْعُ اللّٰهِ النَّاسَ بَعْضَهُم بِبَعْضٍ لَّفَسَدَتِ الْأَرْضُ وَلَٰكِنَّ اللّٰهَ ذُو فَضْلٍ عَلَى الْعَالَمِينَ

(اور اگر اللہ انسانوں کے ایک [گروہ] کو دوسرے [گروہ] کے ذریعے سے ہٹاتا نہ رہتا تو یقیناً ساری زمین کا نظام بگڑ جاتا، لیکن اللہ دنیا والوں پر بڑا فضل کرنے والا ہے۔)

یہ اللہ کا طریقہ ہے کہ جب بھی ظالم زیادتی کرتا ہے تو اس کے خلاف کسی کو کھڑا کر دیتا ہے۔ کبھی کبھار تو ظالم سے کمزور کو ہی ظالم پر مسلط کر دیتا ہے اور اس ظالم کو راستے سے ہٹا دیتا ہے۔ کمزور اس ظالم کو شکست دے دیتا ہے۔

اگر ظالم کو چھوٹ ملتی تو زمین میں بڑی خرابی ہو جاتی۔ انسان کی زندگی بڑی تکلیف دہ ہو جاتی۔ ان کا جینا مشکل ہو جاتا۔ زمین میں فساد ہی فساد ہوتا۔ اسلیے اللہ ایک قوم کو ہٹا کر دوسری قوم کو لے آتا ہے۔

یہ اللہ کا فضل ہے کہ کمزوروں یا چھوٹوں سے طاقتور اور ظالموں کو ختم کر دیتا۔ ظالم جب ختم ہوتے ہیں تو دنیا سُکھ کا سانس لیتی ہے پھر مظلموں کو جینے کا موقعہ ملتا ہے۔
اللہ کا یہ فضل ہے کہ وہ دنیا کے نظام کو اپنی رحمت کے ساتھ بہتر بناتا رہتا ہے۔

فَضْلٍ (فضل) نکرہ لا کر بتایا گیا کہ مختلف لوگوں پر مختلف قسم کا فضل ہیں اللہ کی طرف سے۔ جیسے کسی قوم کو بہترین تقریر کرنے کی صلاحیتیں، کسی قوم کو بہترین قدرتی وسائل (Natural resources) تو کسی قوم کو انسانی وسائل (Human resources)، کسی قوم کو غیر معمولی ذہانت، کسی قوم کو تجارت کرنے کی حیرت انگیز صلاحیتیں وغیرہ۔ اگر انھی میں کوئی اپنی طاقت کی وجہ سے فساد کرنے لگے تو اللہ اسے ہٹا دیتا ہے۔

الْعَالَمِينَ (تمام دنیا والوں) سبھی پر اللہ کا بڑا فضل ہے۔ یہ نہیں کہا کہ مسلمانوں یا مومنوں پر فضل ہے بلکہ کہا تمام دنیا کے لوگوں پر اللہ کا فضل ہے۔
اگر مسلمان بھی کوئی ظالم ہے تب بھی اسکے ساتھ ویسا ہی کیا جاتا ہے جیسے کافر ظالم کے ساتھ کیا جاتا ہے۔